غلام احمد قادیانی

إن الفضل بید الله یؤتیه من یشاء عسیٰ أن یبعثك ربك مقاماً محموداً

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلّمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۲ | مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۳ صفر ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا تار

پورٹ سمتھ میں حضرت خلیفۃ المسیح کا انگریزی میں لیکچر

پورٹ سمتھ کی احمدیہ جماعت کا مذہبی شوق

ایک پادری کے خیالات

یہ تار ۱۷ ستمبر ۱۹۲۴ء کو تین بجے لنڈن سے بنام حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہند روانہ ہوا اور ۲۱ ستمبر ۸ بجکر ۱۰ منٹ پر بٹالہ پہنچا۔ اور اسی دن آدمی لے کر آیا۔

مجلس شوریٰ کا ان کے نیک مشورہ کے متعلق شکر ادا کیا جاتا ہے۔ مگر میں آرام کے لئے کوئی وقت نہیں پاتا۔ (مجلس شوریٰ نے حضور کی علالت طبع کی وجہ سے یہ گذارش کی تھی کہ کانفرنس میں مضمون پڑھنے سے قبل حضور چند دن لنڈن سے باہر کسی مقام پر آرام فرمائیں تاکہ سفر کی وجہ سے صحت کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کا ازالہ ہو جائے۔ اس مشورہ کے متعلق حضور نے یہ لکھا ہے۔ الفضل) کام اس قدر سخت ہے۔ کہ ہمیں نصف رات تک بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ دیر تک کام کرنا پڑتا ہے۔ میں یہاں کسی طرح آرام نہیں حاصل کر سکتا۔ کیونکہ میں یہاں کام کے لئے آیا ہوں۔ اور بفضل خدا کام کرنے کا میں مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔ دو روز سے اسہال یک لخت بند ہو گئے ہیں لیکن ہلکا بخار اور سر درد تا حال ہے۔

مدینۃ المسیح

۱۹ ستمبر بروز جمعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب ۹ بجے دن کے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ بہ تقاضائے عمر بہت کمزور ہو گئے تھے۔ اور آپ کی وفات بعارضہ بخار ہوئی۔ بعد نماز جمعہ ایک مجمع کثیر کے ساتھ باغ میں حضرت امیر مولانا مولوی شیر علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جماعت احمدیہ کے اس بزرگ اور فیض رسان انسان کو مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے قرب میں دفن کیا گیا۔ حضرت میر صاحب نے اپنی زندگی میں سلسلہ کی بیش بہا خدمات سرانجام دیکر اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے تعلق پیدا کرنے کا آپ کو جو شرف بخشا تھا۔ اس کے آپ ہر طرح مستحق تھے۔ حضرت امیر نے خطبہ جمعہ میں آپ کی زندگی کے مختصر حالات بیان فرما کر احباب کو خاص طور پر دعائے مغفرت کی تحریک کی۔ بیرونی جماعتیں

۱۴ ستمبر کو پورٹسمتھ میں دو لیکچروں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جن میں سے ایک مسیح کی آمد ثانی کے متعلق تھا۔ جو ماسٹر محمد دین صاحب نے دیا۔ اور دوسرا آسمانی پیغام کے مضمون پر میں نے بذات خود پڑھا۔ ہال جس میں کہ لیکچر ہوا چھوٹا تھا۔ جو آخری سیٹ تک بھرا ہوا تھا۔

پورٹسمتھ میں سے احمدیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت پائی۔ جو دینی تعلیم کے لئے حقیقی تڑپ رکھتی ہے۔ باوجود اس کے کہ انکی طرف تین سال سے کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ وہ اب بھی دوسروں کو اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یقین دلایا۔ کہ اگر ان کے پاس کوئی اسلامی تعلیم سکھانیوالا بھیجا جائے۔ تو وہ خوشی سے دینی تعلیم حاصل کرینگے۔ اور دوسروں کو تبلیغ بھی کرینگے۔ خواہ انہیں اس کی وجہ سے تکالیف اٹھانی پڑیں۔ یونی ورسل چرچ کا پادری جس نے لیکچروں کے لئے دعوت دی تھی ہمیشہ مسیح موعود کا عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کے ساتھ بطور مصلحین زمانہ ذکر کیا کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ دنیا کے مختلف حصوں میں ان کے پچاس گرجے ہیں۔ اور جہاں کہیں وہ جاتا ہے وہ حضرت مسیح موعود کے سچے نبی ہونے کا وعظ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ وہ اسلئے بھیجے گئے۔ کہ دنیا کو نجات دیں۔

اگرچہ اس کے خیالات زیادہ واضح نہیں ہیں۔ تاہم اس کا طرز اور سلوک ہمارے لئے ہمدردانہ فضا پیدا کر رہا ہے۔

لنڈن میں ایک اپنے رسالہ کی سخت ضرورت ہے۔ اگر ایک نیا اخبار جاری کیا جائے۔ تو تین ہزار روپیہ خرچ کرنا پڑیگا۔ مسلم مشنریز کو بھی امداد کی ضرورت ہے۔ اس طرح یہ بار غالباً ناقابل برداشت حد تک زیادہ ہو جائیگا۔ وہ اصحاب جنہوں نے ریویو انگریزی کو لنڈن میں منتقل کرنے کے خلاف رائے دی تھی۔ انہوں نے اس کی ایسی مدد نہیں کی۔ جس کا وعدہ کیا تھا۔ کیا یہ مناسب نہیں ہوگا۔ کہ ریویو کو انگلینڈ میں منتقل کر دیا جائے۔ چونکہ اس کے ایڈیٹر کا دفتر ہندوستان میں رہیگا۔ اس لئے خرچ کم ہوگا۔

اے برادران خدا تعالیٰ تم سب کو برکت دے۔ اور تم خدا تعالیٰ کے کام کیلئے متحد ہو جاؤ۔ اور اسی پر اپنا بھروسہ رکھو شیطان کو اپنے رستہ میں روک نہ بننے دو۔ اگر اپنے آپ پر فتح پالو۔ تو تم دنیا کو فتح کر دوگے۔

(خلیفۃ المسیح)

برائٹن میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا تشریف لے جانا
معززین شہر کی طرف سے استقبال
لنڈن کے مشہور اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا نوٹ

اخبار مذکور نے اپنے ۲۸ اگست ۱۹۲۴ء کے پرچہ میں حسب ذیل نوٹ شائع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے کل برائٹن کو ملاحظہ فرمانے کے انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اس "چھتری" کو ملاحظہ کرینگے۔ جو پیچم کے قریب ان ہندوستانی سپاہیوں کے اعزاز میں بنائی گئی ہے۔ جو گذشتہ جنگ عظیم میں فوت ہوئے۔ نیز اس دروازہ کو بھی دیکھیں گے۔ جس کا خرچ اہل ہند نے اہالیان برائٹن کی اس مہربانی کے اعتراف میں دیا ہے۔ جو انہوں نے ایک عظیم الشان محل ہندوستانی زخمیوں کی تیمارداری کے لئے بطور ہسپتال دیا تھا۔

چونکہ برائٹن کے منتظم اعلیٰ (الڈرمین ملز بلیک) بوجہ رخصت غیر حاضر ہیں۔ اس لئے محمود احمد صاحب کا استقبال نائب منتظم اعلیٰ اور شٹون کارک مسٹر جے۔ ایچ باکفوبل اور مسٹر ایچ۔ ڈی۔ رایٹ مہتمم بارہ دری اور محکمہ اشاعت اور دوسرے اراکین شہر کرینگے۔ آپ پہلے سواری میں پیچم جائیں گے۔ اور پھر شاہی بارہ دری کی طرف جہاں ایک مذہبی رسم ادا کرنے کی تجویز ہے۔

اخبار احمدیہ

اطلاع منشی پیر بخش صاحب لاہوری جو رسالہ تائید الاسلام نکالتے ہیں۔ اس کے گذشتہ پانچ ماہ کے اعتراضات کا مجموعی جواب خصوصاً قاضی فضل احمد لدھیانوی کے اعتراضوں کا جواب جو اس نے ہال پور میں کئے تھے شائع ہو گیا۔ نیز مسئلہ حج مسیح موعود کی اطمینان بخش تشریح دفتر تشحیذ سے بہ ادائے محصول ڈاک فی جلد نصف آنہ مفت منگوا لیا جائے۔

اعلان نکاح مورخہ ۸ ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء بروز سوموار بعد نماز فجر میاں عمر الدین صاحب ولد میاں قاسم علی صاحب جالندھری کا نکاح مسماۃ برکت بی بی دختر ملک اللہ دتا صاحب (مرحوم) موضع نانو ڈوگر ضلع شیخوپورہ کے ساتھ بعوض یکصد روپیہ مہر جناب مولوی غلام حسین صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے مبارک کرے۔
خاکسار محمد امیر عفا اللہ عنہ جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ ضلع فیروزپور

(۲) برادرم مولا بخش صاحب احمدی ملازم ریلوے پریس لاہور ولد میراں بخش صاحب قوم مغل سکنہ لاہور کا نکاح مرزا احمد بیگ قادیانی کی دختر مسماۃ خورشید بیگم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر بروز جمعہ بتاریخ ۲۹ اگست ۱۹۲۴ء کو بعد از نماز صبح مسجد مبارک میں مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

(۳) ڈاکٹر سید محمد یوسف صاحب کا نکاح نواب بیگم بنت منشی محمد عبد اللہ صاحب کے ساتھ مولوی محمد فیض الدین صاحب نے جامع مسجد احمدیہ سیالکوٹ میں بعوض ایک ہزار روپیہ مہر مورخہ ۱۳ ستمبر کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

دعائے مغفرت (۱) ہمارے والد میاں امام الدین صاحب زرگر جو کہ ایک پرانے اور مخلص احمدی تھے۔ جنہوں نے قریباً ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔ ایک ماہ بیمار رہ کر ۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو فوت ہو گئے۔
مرحوم زمانہ بیعت میں ہر طرح اور ہر طریق سے تبلیغ احمدیت میں کوشاں رہے۔ اور خاص کر راجپوت زرگر برادری میں چونکہ جہالت بہت ہے۔ اور لاہور میں صرف ہمارا گھر ہی اس قوم سے احمدی ہوا۔ اس لئے مرحوم نے بڑی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے قومی لوگوں میں تبلیغ کو جاری رکھا۔ حضرت مسیح موعود کے دعوے کے کئی ابتدائی واقعات سنایا کرتے تھے۔
ایک دفعہ انہوں نے سنایا۔ کہ ہم گورداسپور مقدمہ کی پیشی پر سیدنا مسیح موعود کے ہمراہ گئے۔ لیکن ہم مقام رہائش پر دیر کے بعد پہونچے۔ آگے حضور چٹائی پر بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے اور پاس ہی کچھ چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں ہم حضور کے پاس بیٹھ گئے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ "خدا کا مسیح انہیں باتوں کو مٹانے آیا ہے۔ مگر تم لوگ ابھی تک پرانی باتوں میں گرفتار ہو اٹھو اور چارپائیوں پر بیٹھو"۔ اللہ اللہ کیسے رحیم و کریم انسان تھے۔ غرض کئی ایسی باتیں سنایا کرتے تھے۔ بفضل خدا کبھی مفصل لکھوں گا۔ غرض ہماری قوم میں ایسا انسان ملنا سخت مشکل ہے۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔
خاکسار چراغ الدین۔ انار کلی لاہور

(۴) ۲۸ جون ۱۹۲۴ء کو بقضائے الٰہی منشی نظیر محمد صاحب احمدی موضع جگادھری میں انتقال کر گئے۔ مرحوم سلسلہ کے بڑے خدمتگزار اور پرجوش انسان تھے۔ آپ اکیلے ہی جگادھری میں احمدیت کی تعلیم مسلمانوں میں سناتے رہتے۔ دفتاً فوقتاً آپ بحث کرتے وقت بخوبی اطمینان لوگوں کو دلاتے۔ غربت کی وجہ سے آپ تنگدست بہت تھے۔ آپ اپنی تنخواہ ۱۵ روپیہ میں بمشکل کنبہ کا گذارہ چلاتے۔ اور اسمیں سے چندہ ادا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - ۲۳ ستمبر ۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یورپ کے ممالک میں

عیسویت کے منشا اور اصحاب کہف کے ملجا میں چار دن

(جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی رپورٹ)

(اٹلی)

حضرت خلیفۃ المسیح ۱۶ اگست ۱۹۲۴ء کو یورپ کے پہلے ملک کی سرزمین پر ایک ماہ چار دن کے سفر کے بعد نازل ہوئے۔ یہ ملک اٹلی یا اطالیہ کہلاتا ہے۔ اور وہ پہلا شہر اٹلی کا مشہور بندرگاہ برنڈزی ہے۔ ایک زمانہ میں یہ بندرگاہ ایک عالمگیر شہرت رکھتا تھا اس لئے کہ ولایتی ڈاک اسی راستہ سے آتی جاتی تھی۔ اور اس وجہ سے خوب آباد اور پُر رونق تھا۔ لیکن جب سے ڈاک مارسلز کے راستہ آنے جانے لگی ہے بندرگاہ کی رونق اور آبادی میں وہ شان نہیں رہی۔ اسی تاریخ کی شام کو ۹ گھنٹہ ۸ منٹ کی گاڑی پر آپ روم کو روانہ ہوئے۔ اور ۱۷ اگست ۲۴ء کی صبح کو نو بجے کے قریب آپ اس شہر میں داخل ہوئے۔ جہاں عیسویت نے نشو ونما پایا۔ اور جہاں اب تک خلافت عیسوی کی یادگار۔ پاپائے اعظم (پوپ) کی صورت میں قائم ہے۔ اور جہاں اصحاب کہف کے ماوا وملجا (کیٹی کومب) واقع ہیں۔ حضرت کا قیام ۱۷ اگست کی صبح سے ۲۰ اگست کی شام تک روم میں رہا۔ اور آپ نے کونٹی ننٹیل ہوٹل میں قیام فرمایا۔

روم کی عظمت اور اسلام سے تعلق

دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت میں دو ہی بڑی حکومتیں تھیں۔ مشرق میں ایرانی حکومت یعنی کسریٰ کی حکومت۔ اور مغرب میں رومۃ الکبریٰ کی سلطنت۔ اور قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کلید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی یہ پیشگوئی تھی۔ جو آپ کے خلیفہ ثانی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں پوری ہو گئی۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ ثانی فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا روما میں ورود ایک حقیقت رکھتا ہے۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہو جائیگی۔ مسلمانوں نے عرصہ دراز تک قیصر کی سرزمین میں حکومت کی ہے۔ اور سسلی اب تک مسلمانوں کی اس شاندار حکومت پر نوحہ خوان ہو کر مسلمانوں کے لئے عبرت کا درس دے رہا ہے۔

مختصر تاریخی نوٹ

روم کی بنا مسیح ناصری علیہ السلام سے آٹھ سو سال پہلے پڑی تھی۔ اس لحاظ سے یہ شہر قریباً تین ہزار سال کا پرانا شہر ہے۔ اور دہلی کی طرح کئی بار اجڑا اور آباد ہوا ہے۔ تہذیب اور علم کا گہوارہ رہا ہے۔ اور فنون نفیسہ میں ہمیشہ ممتاز سمجھا گیا یہی پہلی حکومت تھی۔ جس نے عیسویت کو سب سے اول قبول کیا۔ اور یہی وہ جگہ تھی۔ جہاں عیسویت پر بڑے بڑے مظالم ہوئے۔

خلیفۃ المسیح نے عیسویت کے مولد و منشا کو کیوں دیکھا

رومیوں کی تہذیب و تمدن کی داستان بہت طویل ہے۔ جو گبن کے عروج و زوال روم کے اوراق میں پائی جاتی ہے۔ مجھ کو یہاں نہ تو ان اسباب پر بحث کرنا ہے۔ اور نہ اس کی تصریح۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مہد عیسویت (یروشلم) کو دیکھا۔ اور اشاعت اسلام کے نقطہ خیال سے دیکھا۔ اور پھر یورپ میں داخل ہوتے ہی سب سے اول اس مقام کو دیکھا۔ جس نے عیسویت کو سلطنت اور حکومت کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ اس کی غرض دونوں مقامات پر ایک اور صرف ایک تھی کہ کس طرح پر عیسویت کے مولد و منشار پر اسلام غالب آسکتا ہے۔

یروشلم میں سینکڑوں مقامات قابل دید ہیں۔ مگر آپکی نظر صرف چند مقامات پر پڑتی ہے۔ جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ سفر کے اغراض کیا ہیں؟ اور کسی وقت بھی ان کو نظر انداز نہیں ہونے دیا جاتا۔ انسان فطرتاً عجوبہ پسند واقع ہوا ہے اس قدر دور دراز کا سفر کرکے طبعاً چاہتا ہے کہ وہ جس مقام پر جائے۔ وہاں کے عجائبات یا مشہور مقامات قابل دید کو دیکھے۔ لیکن خلیفۃ المسیح انسان کے اس طبعی جذبہ کو بالکل خدا کی رضا کے ماتحت عملاً کرکے دکھا دیتا ہے جس سے آپ کے اس الہام کی تصدیق عملاً ہوتی ہے۔

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین

پیغامیوں کے اعتراض

ناخدا ترس اور ظالم طبع پیغامی اعتراض کرتا ہے کہ یہ سفر سیر و تفریح کے لئے ہے۔ کاش وہ ساتھ ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ سیر و تفریح کے لئے ہے یا عظیم الشان قربانی اس میں پائی جاتی ہے۔ مالی قربانی میرے نزدیک آج معمولی قربانی ہے۔ اس لئے کہ انسان اپنے نفس کی خواہشوں کے لئے پانی کی طرح مال لٹا دینے پر آمادہ پایا جاتا ہے۔ یورپ میں آکر یہ عقدہ کھل جاتا ہے۔ کہ جذباتی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے مال کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ پھر ایسے ملک میں اور ایسی آب و ہوا میں اس قسم کی خواہشوں کو جو شریعت اور اخلاق کے عرف میں بھی ممنوع نہوں۔ محض اس لئے چھوڑ دینا کہ وہ وقت دین کی کسی اور خدمت کے لئے بچ جائے۔ بہت بڑی قربانی ہے۔

مشہور مقامات کا دیکھ لینا ایک علمی شان رکھتا ہے لیکن آپ نے صرف انہیں مقامات کو دیکھنا چاہا۔ جو آپ کے دائرہ عمل اور نصب العین سے کوئی تعلق رکھتے تھے۔ یروشلم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب و اسحاق علیہما السلام کے مزاروں پر دعا کے لئے گئے۔ وہ شان بھی عجیب تھی۔ جب کہ حضرت اسحٰق کی قبر پر آپ کا پوتا ایک لمبے سلسلہ میں کھڑا ہوا دعا کر رہا تھا۔

مسیح ناصری کی پیدائش کے مقام بیت اللحم کو دیکھا۔ اور اس مقام کو دیکھا۔ جہاں وہ صلیب لیکر گئے۔ اور جہاں ان کو قبر میں رکھا گیا۔ مسجد اقصیٰ اور جامع عمر (رضی اللہ عنہ) میں جاکر دعا کی۔ یروشلم میں یہی مقامات تھے۔ جو ہم اپنے امام کے ساتھ دیکھ سکے۔

روما میں صرف اصحاب کہف کے مامن کو دیکھا۔ روما کی زمین تاریخی۔ علمی اور مذہبی انقلابات کی بے شمار یادگاریں رکھتی ہے۔ مگر آپ نے سوائے کیٹی کومب کے اور کسی مقام کو نہیں دیکھا۔ اور یہ عملی جواب ہے۔ ان حاسدوں کا جنہوں نے اس سفر پر اعتراض کرکے اپنے خبث نفس کا ثبوت دیا ہے

روما میں مصروفیت اور قبولیت

۱۷ اگست ۱۹۲۴ء کی صبح کو آپ روما میں وارد ہوئے۔ اور ۲۰ اگست کی شام کو عازم لنڈن ہوئے۔

۱۸ اگست ۱۹۲۴ء سے ۲۰ اگست ۱۹۲۴ء تک آپ برابر اشاعت سلسلہ کے کام میں مصروف رہے۔ اس عرصہ میں اخبارات کے نمائندوں اور فوٹو گرافروں نے آپ سے انٹرویو کئے۔ اور آپ کے اور آپ کے خدام کے فوٹو اخبارات میں شائع کرنے کے لئے لئے۔ اور اطالیہ کے وزیر اعظم موزولینی سے بھی ملاقات فرمائی۔ پوپ سے ملنے کا بھی ارادہ تھا۔ اور وہ محض

اس لئے کہ اس کو تبلیغ اسلام کی جائے۔ مگر چونکہ پوپ کے مکان کی مرمت ہو رہی تھی۔ اس لئے دو ہفتہ تک کوئی ملاقات نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے یہ موقع نہ رہا۔ مگر اسے وہ پیغام حق اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کی غرض خدا تعالیٰ نے دوسرے طریق پر پہنچا دی۔ یعنی روما کے سب سے زیادہ مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار لاٹریبونا نے اسے شائع کر دیا۔

لاٹریبونا کا انٹرویو

لاٹریبونا اٹلی کا کثیر الاشاعت اور دن میں تین مرتبہ شائع ہونیوالا اخبار ہے۔ اور سوا لاکھ اس کی اشاعت ہے۔ گویا دن بھر میں ساڑھے چار لاکھ شائع ہوتا ہے۔ اور ایک اس کا ہفتہ وار مصور ایڈیشن نکلتا ہے۔ اور روزانہ دس ایڈیشن مختلف شہروں سے ایک ہی وقت شائع ہوتے ہیں۔ ۱۸ر اگست ۱۹۲۴ء کو ظہر و عصر کی نماز کے بعد چودہری فتح محمد صاحب۔ مولوی رحیم بخش صاحب اور خاکسار عرفانی نے اس کے ایڈیٹر سے ملاقات کی تھی۔ اس نے انٹرویو کی خواہش کی۔ اور اس اشتیاق سے کہ خواہ کوئی ہی وقت ہو۔ یہاں تک کہ اگر آدھی رات کو بھی مجھے آنا پڑے۔ تو میں شوق سے آؤں گا۔ چنانچہ اس کے لئے سوا دس بجے رات کا وقت مقرر ہوا۔ اور ۲ گھنٹہ تک اس نے ایک طویل انٹرویو کیا۔ لاٹریبونا کے عملہ ادارت میں ۲۵ ایڈیٹر کام کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے انٹرویو کے لئے جو ایڈیٹر مقرر کیا گیا تھا۔ وہ مشرق قریب کے صیغہ کا ہیڈ تھا۔ یعنی چین جاپان وغیرہ ممالک کے متعلق جس قدر مضامین اس اخبار میں چھپتے ہیں۔ وہ اس کے قلم اور عملہ ماتحت کے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس طرح پر مختلف صیغہ ادارت کے ہیں۔ اس نے اپنے انٹرویو میں مختلف مذہبی اور سیاسی امور پر گفتگو کی۔

پاپائے روم کو بہترین تحفہ دعوت اسلام

اسی انٹرویو میں اس نے سوال کیا کہ آپ پوپ کو ملتے تو اسے کیا کہتے؟ اور آپ اسے کیا سمجھتے ہیں؟ فرمایا:۔ ایک جماعت کا مذہبی پیشوا اور رئیس ہونے کی وجہ سے میں اسے معزز سمجھتا ہوں۔ لیکن جس طرح پر میں موجودہ عیسویت کو حق پر نہیں سمجھتا۔ اور دنیا کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسی طرح پر میں جب پوپ سے ملتا تو سب سے بہترین تحفہ جو میرے پاس ہے۔ میں اسے پیش کرتا اور وہ یہ ہے۔ کہ میں اسے دعوت اسلام دیتا۔ اور اس نور کی طرف بلاتا۔ جو انسانوں کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ اور یہ لفظاً نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کے نشانات اس میں پائے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا نیک اور متقی ہے۔ مگر یہ ایک خود اس کا دعویٰ ہوگا۔ اگر اس کے ساتھ وہ نشانات نہیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے ایمانداروں کے رکھے ہیں۔ خود حضرت مسیح نے بھی کہا کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو تو پہاڑ کو اگر کہو گے کہ اپنی جگہ سے ٹل جا تو ٹل جائے گا۔ لیکن آج کوئی عیسائیوں میں ہے جو اس نشان کو دکھا کر ایماندار ہونا ثابت کرے۔ مسیح نے وہ نشانات دکھائے۔ جو ایمانداروں اور خدا کے مقرب بندوں میں ہوتے ہیں۔ مگر آج وہ نشانات کیوں کسی کو نہیں دیئے جاتے۔ ہم نے عیسائیوں سے بارہا اس کا مطالبہ کیا ہے۔ اور کبھی کسی شخص کو یہ ہمت نہیں ہوئی۔ کہ وہ مقابلہ میں اگر ان نشانات کو دکھائے۔ بڑے بڑے آدمی عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ جن کو بڑا نیک اور متقی کہا جاتا ہے۔ مگر وہ کوئی نشان اپنی صداقت میں نہیں دکھا سکتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کا یہ راہ نہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ کہ وہ دنیا پر ثابت کر دے کہ یہ قوت اور طاقت اب اسلام ہی میں ہے۔ اور وہ اسلئے آیا ہے کہ اس طاقت کو ہم میں پیدا کرے۔ تا ہم خدا کو دیکھیں۔ اور اس سے کلام کریں۔ اور ان نعمتوں سے جو متقی اور دیندارں کو دی جاتی ہیں۔ حصہ لیں۔ میری جماعت میں ہزاروں آدمی ہیں۔ جنہوں نے ان نعمتوں سے حصہ لیا ہے۔ اور میں خود اس کا تجربہ کار ہوں۔ ہم کسی شخصیت کو خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ بغیر ان نشانات کے جو خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدوں کے لئے مقرر کئے ہیں۔ نہ شناخت کر سکتے ہیں۔ اور نہ قبول کر سکتے ہیں۔ پس میں پوپ کو اس سلام کی بشارت دیتا اور اسکو سناتا کہ ہم کو وہ نشانات دیئے گئے ہیں۔ جو خدا کے برگزیدوں کو ملتے ہیں۔

خدا کا کلام

اس پر اس نے سوال کیا کہ کیا خدا آپ سے کلام کرتا ہے؟ حضرت نے جواب دیا۔ ہاں مجھ سے بھی اس نے کلام کیا ہے۔ مگر یہ انسان کے اپنے اختیار کی بات نہیں کہ جب چاہے کلام کرے۔ میں نے خدا تعالیٰ سے اسی طرح کلام کیا ہے۔ جس طرح پر آپ سے کرتا ہوں۔ اور یہ نہیں کہ کوئی خیال آ گیا اور اسکو سمجھ لیا گیا کہ کلام ہے۔ نہیں بلکہ اسی طرح پر جیسے آپ سے کرتا ہوں اور خیالات نہیں بلکہ الفاظ خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ اگر محض خیال ہو تو اس سے ایک دھوکا لگ سکتا ہے۔ مگر جب الفاظ آتے ہیں تو وہ دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان الفاظ کے ساتھ ایک نیا علم ہوتا ہے جو دیا جاتا ہے۔ مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے بڑے بڑے علوم اس رنگ میں کھولے ہیں۔

انٹرویو کا اثر

لاٹریبونا کے ایڈیٹر پر اس انٹرویو کا کیا اثر تھا؟ اس کا اندازہ اس مضمون سے ہو سکتا ہے جو اس نے اپنے ۱۹ر اگست ۱۹۲۴ء کے اخبار میں شائع کیا جس کے ساتھ حضرت اقدس اور آپ کے خدام کی تصویر بھی ہے۔ میں اس مضمون کے بعض عنوان اور بعض فقرات یہاں درج کرتا ہوں اصل مضمون معہ ترجمہ انشاء اللہ سفرنامہ میں شائع ہوگا پہلا عنوان یہ ہے کہ "ہم سب مسلمان ہونیوالے ہیں"۔ اور اسکے نیچے وہ لکھتا ہے:۔ عرصہ قلیل میں تمام یورپ اور امریکہ اور تمام دوسرے ممالک (جو اسوقت تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نبی نہیں مانتے) مسلمان ہو جانیوالے ہیں اور اسی طرح اطالیہ بھی۔

یہ فقرہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کے انٹرویو کے سلسلہ میں سے اخذ کر کے اہل اطالیہ کو پیغام حق پہنچایا ہے۔ ایسا ہی ایک عنوان اس نے یہ رکھا ہے کہ "دو سب سے بڑا نجات دہندہ آ گیا"۔ اور ایک عنوان ہے۔ "کیتھولک پوپ"۔ اس عنوان کے تحت میں اس نے اولاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں خصوصاً جنگ عظیم کی پیشگوئی کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر پوپ کا آخر میں ذکر کرتے ہوئے اس دعوت کو دہرایا ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں۔

لاٹریبونا کی اس اشاعت نے شہر میں ایک شور ڈال دیا۔ اور جدہر حضرت کا کوئی خادم نکلتا۔ سینکڑوں مرد عورت جوان بوڑھے اسکے گرد شوق اور محبت کی سپرٹ کے ساتھ جمع ہو جاتے۔ اور حضرت کی طرف تو خاص طور پر لوگوں کے حلقے اور مجمع ہونے لگے۔ ان کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی زبان کی دقتوں کو محسوس کرتے ہیں تاہم اپنے شوق کے جذبات کو نہ دباتے ہوئے اپنی ہی زبان میں کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں۔

دوسرا اخبار

اس کے بعد وہاں کے دوسرے اخبار "انجرتی اطالیہ" نام میں ایک آرٹیکل اسی تاریخ کو شائع ہوا جس کے قائمقام نے ڈھائی بجے حضرت سے ملاقات کی۔ اس نے اپنے مضمون کا عنوان "کاہل تجدید اسلام" رکھا ہے بعض دوسرے اخبارات میں بھی یقین ہے کہ مضامین شائع ہوئے ہونگے لیکن ہم ایک تو اطالی زبان سے ناواقف دوسرے جلد وہاں سے چلے آئے۔ اس لئے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا میرا مطلب ان واقعات کے اظہار سے دو باتوں کا بیان کرنا ہے۔ اول یہ کہ حضرت اقدس کے مدنظر تمام سفر میں ایک اور صرف ایک ہی غرض ہے کہ کس طرح پر جلد سے جلد ہم دنیا میں سلسلہ احمدیہ کو پھیلا سکتے ہیں۔ دوسرے ان مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کی راہ میں کیا روکیں ہیں۔ اٹلی کے لوگوں میں ایک دلچسپی پائی جاتی ہے۔

وزیر اعظم موزولینی سے ملاقات

اٹلی کے وزیر اعظم موزولینی سے ۱۹ر اگست ۱۹۲۴ء کو حضرت اقدس نے ملاقات کی۔ غرض محض یہ تھی۔ کہ حضرت سلسلہ کے اغراض و مقاصد پیش کریں تاکہ آئندہ مبلغین کے بھیجنے میں آسانیاں ہوں۔ اور کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس نے وزیر اعظم سے ملاقات کر کے جس قدر وقت مل سکتا تھا اپنے مقاصد و اغراض کو مناسب الفاظ میں پیش کیا۔ وزیر اعظم نہایت اکرام سے پیش آیا۔ اور ایک گھنٹہ سے زائد اس نے اپنا وقت حضرت کے لئے دیا۔

سیرت محمود کی ایک شان

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اپنے خدام سفر کے آرام و آسائش کا خاص طور پر خیال رہتا ہے۔ اٹلی میں قریباً سب ہم کو دو ہوٹلوں میں اترنا پڑا۔ اس لئے کہ ایک ہوٹل میں کھانا پکانے کے لئے مشکل تھی۔ اس لئے ایک دوسرا ہوٹل چند احباب کے لئے لینا پڑا تاکہ وہاں کھانا پک سکے۔ اس وجہ سے چونکہ کھانا دو جگہ کھایا جاتا حضرت اقدس کا یہ معمول ہو گیا کہ کھانا کھانے سے پیشتر ضرور دریافت فرما لیتے کہ سب نے کھا لیا ہے۔ ایک روز آپ کو اطلاع ہوئی کہ بعض احباب کے لئے سالن کم ہو گیا اگرچہ یہ معمولی امر تھا۔ مگر آپ کی طبیعت پر اس کا یہاں تک اثر تھا کہ دوسری صبح کو جب آپ کے سامنے کھانا آیا تو آپ نے خاص طور پر ہدایت دی اور تنبیہ کی کہ کبھی ایسی غلطی آئندہ نہ ہو۔ آپ ہرگز اس کو بھی پسند نہ فرماتے کہ آپ کے سامنے دستر خوان پر کوئی چیز ہو اور دوسروں کے سامنے نہ ہو۔ آپ نے عملاً سبق دیا ہے کہ کس طرح پر حق میزبانی اور خلت فی الدین کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں۔

اٹلی میں بیماری کا پھر حملہ

دمشق میں بکثرت کلام اور متواتر شب بیداریوں اور وقت پر کھانا نہ کھانے کی وجہ سے آپ کو اسہال کی شکایت ہوگئی تھی۔ اس کے ساتھ بخار بھی ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ بیروت پہنچتے پہنچتے آپ کی طبیعت نصیب اعدا ایسی ناساز ہوئی۔ کہ فوراً ایک قابل ڈاکٹر کو بھی تلاش کرنا پڑا۔ اور بیروت سے روانگی بھی بیماری ہی کی حالت میں ہوئی۔ روما میں ہم سے ایک غلطی ہوئی۔ ۱۹ اگست ۱۹۲۴ء کو آپ صبح سے مصروف تھے۔ اور ناشتہ بھی نہ کر سکے۔ اور دوپہر کا کھانا بھی نہ کھا سکے شام کو چند فوٹو لینے تھے۔ اس میں رحم دین (جو کھانا پکانے کے لئے ساتھ ہے) کو بھی فوٹو کے لئے ہم لوگ لے گئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شام کا کھانا جلدی میں طیار کرایا گیا۔ حضرت نے جیسا کہ عادت ہے۔ کھانے کے کچے پکے ہونیکے متعلق کچھ نہ کہا۔ اور بھوک کی وجہ سے کھا لیا۔ رات کو پھر اسہال کا دورہ ہو گیا۔ اور بخار بھی ہو گیا۔ صبح کو آپ نے ہماری اس غلطی پر متنبہ کیا۔ اور اظہار رنج فرمایا۔ لیکن اس اظہار رنج میں محبت اور چشم پوشی کی شان نمایاں تھی میرے معذرت کرنے پر فرمایا۔ سزا یا معافی کا تو سوال نہیں تم جانتے تھے۔ کہ کھانا نہیں کھایا۔ اور رحم دین کو اس طرح پرے لے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پھر اسہال آ گئے۔ بخار ہو گیا جگر خراب ہو گیا۔ یہ تو گویا زہر دے دینا ہے۔ تم سب سمجھدار تھے۔ اور تم پر یہ امید نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ ایسی غلطی ہو۔ بہرحال ہم اپنی غلطی کی وجہ سے نادم تھے۔ اور مہربان آقا باوجود تکلیف اٹھانے کے تھوڑی دیر بعد محبت اور پیار سے سب کو ساتھ لے کر نکلا۔ آپ ٹکٹوں کے انتظام کیلئے اور عرفانی۔ چوہدری اور مولوی رحیم بخش صاحب اخباروں کے ترجمہ کے لئے۔

میں نے ان حالات کو اس غرض سے پیش کیا ہے۔ کہ ہمارے احباب دیکھیں۔ کہ اس جلیل القدر انسان میں تکلف اور بناوٹ کی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ہر قول و فعل میں جذبات فطرت کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے۔ جس سے وہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے خادموں کے اخلاق میں قابل نمونہ خوبی پیدا ہو۔

اٹلی سے روانگی

۱۹ اگست ۱۹۲۴ء کی شام کو آپ نے ٹامس کک کی معرفت لنڈن کے لئے ٹکٹوں کا انتظام کیا۔ اور خود کیا۔ میں اس امر کو بھی بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ہمارے ملک کے بڑے آدمی اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں ہی عار نہیں سمجھتے۔ بلکہ حسابی معاملات میں توجہ کرنا امارت کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حضرت کو میں نے اس سفر میں بھی اور اس سے پہلے بھی (جب سے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بار خلافت کا حامل بنایا ہے) دیکھا ہے۔ کہ مالی معاملات میں بہت سخت ہیں۔ اور خوب پڑتال کرتے ہیں۔ اسی سفر میں کک کے ساتھ تمام حساب کتاب آپ نے خود کیا ہے۔ روما میں جب ٹکٹ لئے گئے تو کک نے جو ٹکٹ طیار کئے۔ ان میں گاڑی کی ایسی صورت ہو جاتی تھی۔ کہ حضرت پہلے پہونچے۔ اور آپ کے خدام بعد میں۔ آپ نے اس نقص کو محسوس کیا۔ اور کہا ایسا انتظام مناسب نہیں ہے۔ اس نے اپنے نقطہ خیال سے کہا۔ کہ کوئی حرج کی بات نہیں۔ باقی قافلہ کچھ گھنٹہ بعد میں پہونچ جائیگا اس پر آپ نے اس کو کہا۔ کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ سفر ایک انتظام کے ماتحت ہے۔ اور وہ انتظام توڑا نہیں جا سکتا چنانچہ پھر ٹکٹ تیار کئے گئے۔ غرض ۲۰ اگست کی شام کو آپ معہ اپنے خدام کے روما سے روانہ ہوئے۔ بہت سے امریکن سیاح ان دنوں روما میں تھے۔ اور ان میں سے اکثر لنڈن کو جا رہے تھے۔ آپ نے تبلیغ کرتے ہوئے راستہ کو ختم کیا۔ اور جب ہم نے تورن میں گاڑی بدلی۔ تو آپ خود گاڑی میں کھڑے ہو کر احباب کی نشستوں کا انتظام کرتے رہے۔ اور جب دیکھا کہ سب کے لئے انتظام ہو گیا ہے۔ تب اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔

فرانسیسی علاقہ

مختلف سٹیشنوں پر ایک جم غفیر آپ کے پیچھے ہوتا تھا۔ غرض اٹلی کے سبزہ زار اور شاداب و آباد علاقہ کو عبور کر کے ہم فرانسیسی علاقہ میں میلان سے داخل ہوئے۔ جہاں گاڑی ہی میں کسٹم والے عملہ نے آ کر ہم سے دریافت کیا۔ کہ کوئی چیز از قسم سگار۔ سگرٹ وغیرہ تو نہیں۔ ہمارے نہیں کہدینے پر انہوں نے اعتبار کر لیا۔ پیرس ہم صبح کو پہونچے۔ گاڑی وہاں سے دس بجے روانہ ہوتی تھی۔ اور پیرس کے ایک دوسرے سٹیشن سے ہمکو روانہ ہونا تھا۔ اسباب کی زیادتی وغیرہ کی وجہ سے ہم کو اکثر ہر سٹیشن پر دیر ہو جایا کرتی ہے۔ بہرحال ہم سب موٹروں میں سوار ہو کر سٹیشن کو چلے گئے۔ اور حضرت اقدس معہ چودھری محمد شریف صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب و چوہدری علی محمد صاحب دوسری موٹر پر سوار ہو کر بعض بڑی سڑکوں پر سے ہوتے ہوئے وقت معینہ پر پہونچ گئے۔

پیرس سے لنڈن

پیرس سے دس بجے روانہ ہوئے۔ اور تین بجے کے قریب کیلے سے جہاز پر سوار ہو کر رود بار انگلستان کو عبور کیا۔ اگرچہ یہ ایک گھنٹہ کا سفر ہے۔ مگر چینل میں ہوا کی شدت کی وجہ سے تلاطم تھا۔ اور کثرت سے لوگ دوران سر و قے کر رہے تھے۔ ۴ بجے پار ہو کر پھر ریل پر سوار ہوئے اور ۶ بجے لنڈن کے سٹیشن وکٹوریہ پر پہونچے۔ لنڈن کو پہلے تار دیا گیا تھا۔ کہ ۶ بجکر ۲۰ منٹ پر پہونچینگے اس وقت لنڈن کے سٹیشن وکٹوریہ پر کوئی اڑھائی تین سو آدمیوں کا مجمع حضرت کو ریسیو کرنیکے لئے تھا جن میں لنڈن کے بڑے بڑے اخبارات کے ایڈیٹر فوٹو گرافر اور دوسرے معززین تھے۔ پانچ بجے تک انتظار کر کے وہ چلے گئے۔ تاہم ایک جماعت اب بھی موجود تھی۔ حضرت نے سٹیشن پر اتر کر اپنی جماعت کو لے کر دعا کی۔ اس نظارہ کا فوٹو بعض فوٹو گرافروں نے لیا۔ جو لنڈن کے اخبارات میں شائع ہو گیا ہے

لڈگیٹ پر دعا

وہاں سے آپ اپنی جماعت کو لے کر لڈگیٹ پہونچے۔ اور سینٹ پال کے مشہور گرجا کے دروازہ کے پاس صحن میں آپ نے اسلام کی کامیابی اور کسر صلیب کے لئے دعا کی۔ یہ نظارہ لنڈن کی آبادی نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسلئے چاروں طرف ایک کثیر مخلوق کا مجمع ہو گیا۔ ایک لمبی دعا کرنے کے بعد حضرت سوار ہو کر خدام سمیت چیشم ملیس نمبر ۶ میں پہونچے۔ اور مکان میں داخل سے پہلے دعا کی۔

بعض اخباروں کے قائمقام اور فوٹو گرافر آ رہے ہیں۔ اور آپ کی تصویر بحالت نماز و دعا اخبارات میں شائع ہو رہی ہے۔

(تفصیلی حالات آئندہ)

امیر کابل کے متعلق اخبار بنگالی کا نوٹ

اگرچہ بعض حد درجہ کے سنگدل اور متعصب مسلمان اخبارات امیر کابل کے اس ظالمانہ فعل کی تائید کر رہے ہیں۔ جو اس نے مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کو محض احمدی ہونیکی وجہ سے سنگسار کرنے میں کیا ہے۔ اور وہ غیر مسلم اخبارات کو بھی اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن نعمت اللہ خاں مظلوم کا خون ایسا نہیں ہے۔ جو حق پسند قلوب پر اثر نہ کرے۔ اور ان سے امیر کابل کی درندگی اور وحشیانہ پن کا اعتراف نہ کرائے ذیل میں ہم صوبہ بنگال کے نہایت موقر اور با اثر انگریزی اخبار "بنگالی" (۹ ستمبر) کے ایک ایڈیٹوریل نوٹ کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اس اخبار کے ایڈیٹر مشہور معروف لیڈر بپن چندرپال ہیں۔ اخبار مذکور مولوی نعمت اللہ خاں کے واقعہ قتل کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"جب ہم نے اخبارات میں یہ خبر پڑھی۔ کہ ایک احمدی واعظ کو کابل میں سنگسار کر کے مار دیا گیا ہے۔ تو ہم نے خیال کیا۔ کہ اس جرم کا باعث پرانے خیالات کے لوگوں کا تعصب ہوا ہوگا اور ہمارے وہم میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ کہ گورنمنٹ افغانستان کی طرف سے سنگساری کا حکم دیا گیا ہوگا۔ لیکن خلیفۃ المسیح نے حال ہی میں جو اپیل جمعیۃ الاقوام کی انجمن اور دول یورپ سے اس معاملہ میں مداخلت کے لئے کی ہے۔ اس نے ہمارے اس خیال کو باطل کر دیا ہے۔ افغان گورنمنٹ کا یہ فعل ہر رنگ میں بہت ہی خلاف انسانیت اور وحشیانہ ہے۔ مگر اس معاملہ میں جو دھوکہ دہی اور بدعہدی کی گئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس حکومت نے ضمیر کی کامل آزادی کا اعلان کیا تھا۔ شرم! اس قتل ناحق میں جو لوگ امیر کابل کو حق بجانب سمجھتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی شہادت

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ
فرمودہ ۱۵ راگست ۱۹۲۴ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حضرت خلیفۃ المسیح اور مولوی نعمت اللہ صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے روانگی سے پہلے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ جس میں حضور نے یہ خبر سنائی تھی۔ کہ کابل سے مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کا خط آیا ہے۔ جو ایک تشویش ناک خط ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ مجھے پولیس نے بلایا ہے اور پوچھا ہے۔ کہ کیوں یہاں رہتے ہو۔ اور احمدیت کے متعلق بھی سوالات کئے ہیں۔ جس سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شائد اس کے نتیجہ میں مجھے قید کرینگے یا قتل کرینگے۔ اس پر حضور نے فرمایا تھا۔ کہ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی حفاظت فرمائے۔ یا اگر موت ہی ان کے لئے مقدر ہے۔ تو انہیں استقامت دے۔ اب واقعات سے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ حضرت صاحب کی دوسری دعا پوری ہوئی ہے۔

قید سے رہائی کی کوشش

حضرت صاحب کی روانگی کے بعد ایک دوست کا خط کابل سے آیا جس سے معلوم ہوا۔ کہ گورنمنٹ کابل نے مولوی نعمت اللہ خاں کو قید کر لیا ہے۔ یہ خبر ہم نے بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو عدن پہنچائی۔ جس کے جواب میں حضور نے تار دیا۔ کہ ہر ممکن صورت نعمت اللہ خاں کی رہائی کے متعلق کی جائے۔ اس تار کے آنے پر ہم نے رہائی کے لئے کوشش کی۔ اور ایک تار امیر کابل کو نعمت اللہ خاں کی رہائی کے متعلق دیا۔ جس کا کوئی جواب امیر نے نہ دیا۔ قونصل کابل متعینہ شملہ کے ذریعہ بھی کوشش کی گئی۔ اور قونصل کی معرفت مولوی نعمت اللہ خاں مرحوم کے متعلق امیر کو چٹھی بھی لکھی گئی۔ مگر ان کوششوں کا کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔

مولوی نعمت اللہ خاں کا خط

اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایک دوست نے مولوی نعمت اللہ خاں کا ایک پنسل کا دستخطی خط قید خانہ سے لکھا ہوا قادیان روانہ کیا۔ وہ خط میں آپ لوگوں کو سناؤں گا۔ جس سے آپ ان کے دل کی حالت کا اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ ان کے اندر احمدیت کے متعلق کس قدر اخلاص تھا۔ اور کس طرح وہ احمدیت پر قربان ہونے کے لئے تیار تھے۔ اس خط کے بعد چند روز ہوئے کہ کابل سے ایک اور خط آیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کو پابہ زنجیر ایک اور سنگین قید خانہ میں قید کر دیا گیا ہے۔ نہ معلوم اس کا نتیجہ کیا ہو۔

سنگساری کی خبر

گذرا ۳۰ بتمبر ہم چند دوست مسجد مبارک میں ایک مشورے کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک تار کابل سے آیا۔ وہ میں نے بغیر کھولنے کے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو دیدیا۔ انہوں نے کھولا۔ اور پڑھا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ نعمت اللہ خاں اسا اگست کو سنگسار کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر سے ایک سنسنی سی چھا گئی۔ اور سب نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

مولوی نعمت اللہ کا اخلاص

اب وہ خط جو پنسل کا لکھا ہوا قید خانہ سے ایک دوست کو نعمت اللہ خاں نے بھیجا تھا۔ اور انہوں نے قادیاں روانہ کیا تھا۔ میں سناتا ہوں۔ جس سے آپ لوگ معلوم کر لیں گے۔ کہ وہ سلسلہ احمدیہ پر ہر وقت قربان ہونے کے لئے کیسے تیار تھے۔ وہ خط ۲۸ ذی الحج کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ میں ۲۳ دن سے قید خانہ میں قید ہوں۔ دروازے اور روشن دان سب بند ہوتے ہیں۔ صرف ایک تختہ کھلا ہوتا ہے۔ اور کسی کے ساتھ مجھے کلام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب کبھی میں قضاء حاجت یا وضو کے لئے باہر جاتا ہوں۔ پہرہ والا میرے ساتھ جاتا ہے۔ جب سے کہ میں قید خانہ میں آیا ہوں۔ آج کے دن تک یکے بعد دیگرے مجھے چوتھی کوٹھڑی میں تبدیل کیا گیا ہے۔ ہر چند کہ وہ تاریک ہے۔ مگر جتنا زیادہ اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ اتنی ہی زیادہ دلی روشنی اور اطمینان خاطر عطا فرماتا ہے۔ میرے پاس خرچ کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں بلکہ پچاس روپیہ قرض دینا ہے۔ بذریعہ تار یا خط میرے احمدی بھائیوں کو میرے حال سے اطلاع دیدیں۔ تاکہ وہ دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے دین متین کی خدمت میں کامیاب کرے۔ میں ہر وقت قید خانہ میں خدا تعالےٰ سے یہ دعا مانگتا ہوں۔ کہ الٰہی اپنے نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخش۔ یا قتل ہونے سے نجات دے۔ بلکہ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ الٰہی اس بندہ نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ اسلام پر قربان کر۔ پس اگر قضاء الٰہی میں خاکسار کی موت مقدر ہے۔ تو عرض ہے۔ کہ براہ کرم و مہربانی حقیر خادم نابکار کا کتبہ اصحاب مسیح موعود علیہ السلام کے زمرہ میں مقبرہ بہشتی میں لگا دیا جائے۔ اور میرے احمدی بھائی آگاہ رہیں۔ اور اس خاکسار کی موت سے نہ ڈریں۔ اس وقت آزادی کی نسبت قید خانہ میں ہزار ہا درجہ زیادہ لذت حاصل ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ موت سے مجھے کروڑ ہا درجہ زیادہ لذت حاصل ہو گی۔

مولوی نعمت اللہ خاں کی دعاء قبول ہو گئی

یہ نعمت اللہ خاں کا وہ آخری خط ہے۔ جو انہوں نے قید خانہ سے لکھا ہے۔ اس خط میں وہ احمدی بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ مگر اس لئے دعا کی درخواست نہیں کرتے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو قید سے رہائی دے۔ یا قتل سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس لئے دعا کراتے ہیں کہ وہ دین کی خدمت میں کامیاب ہو جائیں۔ اور اس کی تشریح وہ یہ بیان کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کے وجود کا ہر ایک ذرہ اسلام پر قربان کرے۔ یہ دعا ان کی قبول ہو گئی۔ آپ کا وجود اسلام پر قربان ہو گیا۔ پھر کس قدر استقلال ہے۔ لکھتے ہیں میرے مرنے سے تم نہ ڈرو۔ میں قید خانہ میں وہ ایمان کی لذت محسوس کر رہا ہوں۔ جو آزادی میں محسوس نہ ہوتی تھی۔

امیران کابل کی شقاوت

یہ آخری پیغام ہے۔ جو انہوں نے قید خانہ سے بھیجا تھا۔ اور یہ پیغام ہمارے اس پیارے بھائی کا ہے۔ جو کابل میں شہید کئے گئے ہیں۔ اور خدا کی تقدیر میں یہی مقدر تھا۔ سلسلہ کے شروع ہونے سے لے کر اب تک تین امیر کابل کے تخت پر بیٹھے۔ اور تینوں نے احمدیوں کو شہید کیا۔ پہلے امیر عبدالرحمن خاں کے وقت میں مولوی عبد الرحمٰن مرحوم کو شہید کیا گیا۔ پھر امیر حبیب اللہ خاں کے زمانہ میں حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب کو سنگسار کر کے شہید کیا گیا۔ اور اب امیر امان اللہ خاں کے عہد میں نعمت اللہ خاں کو سنگسار کر کے شہادت کا پیالہ پلایا گیا گویا موجودہ امیر نے بھی اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلنا پسند کیا۔ اور ان سے پیچھے نہ رہنا چاہا۔ اور ایک بے گناہ احمدی کو محض احمدیت کی وجہ سے شہید کر دیا

مولوی نعمت اللہ کو کیوں سنگسار کیا گیا

ان کی شہادت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔ کہ یہ وجہ کہاں تک درست ہے) کہ امیر امان اللہ خاں نے تخت نشین ہوتے وقت اپنی

رعایا میں آزادی کا اعلان کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ کابل میں ہر مذہب والوں کو آزادی ہو گی۔ اس اعلان سے اصل مقصود احمدی ہی تھے۔ کیونکہ افغانستان میں ایک احمدی ہی ایسی قوم تھی جنہیں کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ اس اعلان سے عملی طور پر بھی احمدی جماعت کو فائدہ پہنچا۔ مگر رعایا نے امیر کا یہ رویہ دیکھکر بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور یہ افواہ ملک میں پھیل گئی۔ کہ امیر صاحب احمدی ہو گئے ہیں۔ اس الزام کو دور کرنے کے لئے امیر نے لوگوں سے ڈر کر اور ان کو خوش کرنے کے لئے ایک بیگناہ کو قتل کر دیا۔ اور اس آزادی کے اعلان کو جس کی رو سے احمدیوں کو مذہبی آزادی کی اُمید دلائی گئی تھی۔ منسوخ کر دیا۔ اور کہا گیا۔ کہ آزادی سے مراد مذہبی آزادی نہ تھی۔ بلکہ شخصی آزادی تھی۔ مذہبی آزادی نہ کبھی اس ملک میں ہوئی نہ اب ہے۔ نہ کبھی آئندہ ہو گی۔ یہ کام اس نے لوگوں کو خوش کرنے کے واسطے کیا۔ اور اپنی رعایا کے دیوتا کے آگے ایک بے گناہ احمدی نوجوان کی قربانی پیش کی۔

رعایا کے خوف سے خدا کی پرواہ نہ کی

اس نے رعایا کا خوف کیا لیکن اس خدائے قہار کا خوف نہ کیا جس نے فرمایا ہے۔ من یقتل مؤمناً متعمداً فجزآؤہ جہنم۔ اس نے رعایا کے خوش کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکایا۔ اب دیکھئے کہ وہ رعایا کو خوش کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہے امیر کو یہ طاقت تو نہیں۔ کہ وہ کسی غیر سلطنت کی رعایا کو خواہ وہ سلطنت کیسی ہی کمزور ہو قتل کر سکے۔ لیکن ایک بے گناہ احمدی پر بڑی دلیری سے ہاتھ چلا دیا۔ اس نے سمجھا کہ یہ ایک بے کس انسان ہے۔ اس کے متعلق کون باز پرس کرنیوالا ہے۔ ان لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے تو وہ ڈرتا ہے۔ جن کی حمایت کرنے کے لئے کوئی غیر حکومت موجود ہے۔ لیکن وہ نہ ڈرا تو ایک بے گناہ اور بے ضرر اور امن پسند احمدی کے قتل سے نہ ڈرا۔ جو اس کے پایہ تخت میں درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا۔

اس قتل کا بدلہ لیا جائیگا

اس نے سمجھا۔ کہ اس غریب کی حمایت کرنے والا کوئی نہیں اس لئے اس نے جرأت کی۔ اور نہایت دلیری اور بے رحمی کے ساتھ اس فرشتہ سیرت انسان کو سنگسار کیا۔ لیکن اس کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بے کس نہیں۔ اس کی حمایت میں بھی ایک سلطنت ہے۔ اور وہ آسمانی سلطنت ہے۔ جو ضرور اس خون کا بدلہ لے گی۔ بجز اس کے کہ سچی توبہ کر کے آسمانی بادشاہت میں پناہ حاصل کی جائے۔

حکمت الٰہیہ نے ہندوستان میں جماعت احمدیہ کے لئے اس قسم کی خونی قربانیوں کا موقعہ نہیں رکھا۔ اس ملک کی سلطنت ایک ایسی سلطنت ہے۔ جس نے اپنی رعایا کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اور کوئی شخص اپنے اعتقاد کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا۔ اس لئے احمدی جماعت کو اس قسم کی قربانیاں دینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ہاں یہاں ایک اور قسم کی قربانی ہے۔ جس کا جماعت احمدیہ سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور وہ مالی قربانی کا مطالبہ ہے۔ افغانستان کی جماعت نے تو اس قربانی کو جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ خوشی کے ساتھ پیش کر کے اپنے صدق کا ثبوت دیدیا۔ اور اپنا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالےٰ ہندوستان اور دیگر پر امن ممالک کی احمدیہ جماعتوں کو توفیق بخشے۔ کہ وہ مالی قربانی کو اسی اخلاص اور جوش کے ساتھ ادا کریں۔ جس طرح کہ کابل میں افغانستان کے احمدیوں نے خونی قربانی ادا کی ہے۔

سکھ اور حکومت پنجاب

حال میں گورنر صاحب بہادر پنجاب نے انبالہ میں سکھ جاگیرداروں اور زمینداروں کے ایڈریس کے جواب میں جو تقریر کی اس میں فرمایا:-

اگر آپ اپنی قوم کے ایک گروہ کی باتیں سنیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ وہ میری نسبت یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ میں نے سکھوں کے ساتھ دشمنی کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ میں ایسی بے بنیاد باتوں کے گھڑنے والوں اور ایسی افواہوں کے اڑانے والوں کو کیا کہوں۔ میں اپنی اور گورنمنٹ کی رائے میں مناسب تمیز نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مجھے ظاہر کرنا پڑے۔ تو میں یہی کہوں گا کہ ہم سکھوں کو تباہ کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ان کو بچانا چاہتے ہیں۔ جو قوم کسی غرض سے دوسرے فرقوں کی حق تلفی کرے یا سرکار کے حکم کو رد کرے۔ وہ قوم بدنام ہو جاتی ہے۔ اور اپنے مرتبے سے گر جاتی ہے۔ ہم سکھوں کو اس نقصان کے خطرہ سے بچانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ سکھوں کی مدد کر کے انکے گوردوارے قانونی اور جائز طریقہ سے ان کو دلوا دیں۔ ہم نے آج تک ان کے مذہبی کاموں میں جو قاعدہ اور قانون کی حد کے اندر کئے جاویں۔ کبھی روکاوٹ نہیں کی ہے۔ اور نہ آئندہ کرینگے۔

ہمارا شروع سے یہ دستور رہا ہے۔ کہ ہم کسی فرقہ کے مذہبی کاموں میں دخل نہ دیں۔ لیکن اگر مذہب کے بہانہ سے لوگ دوسروں کے حق اور جائداد پر قبضہ کرنے لگ جاویں اور ملک کے عام قانون کو توڑنے لگ جاویں۔ تو ہم کسی طرح سے گوارا نہیں کر سکتے۔ جس گورنمنٹ کی عدالتوں کے حکموں کی تعمیل نہ ہو سکے۔ اس گورنمنٹ کی کیا حالت ہو گی۔

اگر آج کوئی قوم زبردستی سے کسی خاص قسم کی جائداد پر قبضہ کرتی ہے۔ تو کل کو دوسری قسم کی جائداد پر بھی قبضہ کریگی۔ اگر ایسی باتوں کو اب ہی نہ روک لیا جاوے۔ تو بچاؤ کیسے ہو گا۔ یہ ہے ہماری حالت کا خلاصہ۔ اسمیں کسی کے ساتھ دشمنی کی کوئی بات نہیں۔ نہ دباؤ ڈالنے کا مطلب ہے۔ بلکہ کسی اچھی حکومت کو قائم رکھنے کی موٹی موٹی اور لازمی باتیں ہیں۔ خواہ کوئی بھی گورنمنٹ ہو۔ اس کو یہ طریقہ ضرور اختیار کرنا پڑے گا۔

آپ بھی ہماری طرح چاہتے ہیں۔ کہ یہ مشکل حل ہو جاوے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے بہت سے بھولے بھالے اور اچھے لوگ ایسے راستہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ جس میں خطرہ اور نقصان نظر آ رہا ہے۔ بلکہ آپ کا تو اس معاملہ میں گورنمنٹ سے بھی بڑھکر تعلق ہے کیونکہ آپ کی اپنی قوم کی ہر قسم کی ترقی میں روکاوٹ پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ سرکار کی دقت تو صرف اتنی ہے۔ کہ اُسے صوبہ کی تین بڑی قوموں میں سے ایک قوم کے ایک گروہ کی وجہ سے کل صوبہ کے صرف چند ضلعوں میں امن و امان قائم رکھنے کے متعلق کچھ تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔

جو لوگ اس شورش کو پھیلا رہے ہیں۔ ان کی بڑی بھاری غلطی ہو گی۔ اگر وہ اب بھی پہلے کی طرح یہ خیال کریں۔ کہ وہ گورنمنٹ کو تنگ کرنے میں موجودہ حد سے بڑھ سکتے ہیں۔ آپ اس کا علاج تلاش کر رہے ہیں۔ اور ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ آپ کی قوم کی اس معاملہ میں مدد کریں۔ کیونکہ اس قوم سے ہمارے پرانے اور گہرے تعلقات ہیں۔

میں اب سارے سکھوں کے متعلق ذکر کرتا ہوں۔ نہ کہ محض کسی خاص گروہ کے متعلق۔ تمام سکھ یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے گوردوارے حاصل کریں۔ اب تک ایسے تمام جھگڑوں کا فیصلہ دیوانی قانون کے مطابق ہوتا رہا ہے۔ اور ہم اس قانون کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اور رکھیں گے۔ اگر دیوانی عدالتیں کسی شخص کے حق میں آخری فیصلہ کریں۔ کہ اسے کسی مذہبی مقام یا وقف کی جائداد پر حق حاصل ہے۔ تو خواہ ہماری ذاتی رائے یا ہمدردی کچھ ہی ہو۔ اور خواہ ڈگریدار کوئی ہی ہو۔ ہم کو ایسی ڈگری کی اجرا کرانی پڑیگی خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہی ہو۔ اگر عدالتیں کوئی ریسیور مقرر کریں۔ تو اس کو بحال رکھنا ہمارا فرض ہو گا۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ننکانہ صاحب اور گورو کے باغ کے متعلق نئے واقعات کو مد نظر رکھکر ان حالات کو صاف طور پر ظاہر کر دوں۔

ہم کسی صورت میں دوسروں کی حق تلفی اور خلاف قانون کارروائی کے حامی نہیں بنیں گے۔ لیکن اگر آپ اس بات کا خیال ر

ایک مدرس کی ضرورت

مدرسہ احمدیہ میں فی الحال چند ماہ کے لئے ایک مدرس کی ضرورت ہے۔ جو مڈل کلاسوں کو انگریزی۔ سائنس۔ جغرافیہ اور حساب اچھی طرح سے پڑھا سکے تنخواہ ۳۵ تک حسب حالات دیجائیگی۔

خاکسار: محمد اسمٰعیل احمدی: قائمقام ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان ۹/۲۲ ۱۸

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر) (باہتمام عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)۔